مولانا ھاشمی اور منہاج کے ادا ریئے۔

ڈاکٹر وحید عشرت۔ اقبال اکیڈمی پاکستان۔

عربی کے جلیل القدر شاعر بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں ملک الشعراء امرء القیس کا سبع معلقات میں جو قصیدہ شامل ہے وہ کتاب میں ترتیب میں پہلا ہے اور اس کا پہلا شعر ہے۔

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل
بسقط اللوی بین الدخول فحومل

اے میرے دوستو: اے میرے یارو: ضرور تھوڑی دیر کیلئے ٹھہرو تا کہ اپنے محبوبوں اور ان سے متعلق مقامات کو یاد کر کے رو لیں وہ مقامات جو دخول اور حومل کے ٹیلوں کے درمیان واقع تھے۔ اس لیے کہ مل کر رونے سے رونا زیادہ آتا ہے اور زیادہ رونے سے دل کا غبار چھٹ جاتا ہے۔-----

اپنے عزیز دوست سراج منیر اور انکے والد کی وفات پر میری دل گرفتگی اور دل کا غبار ایک عرصہ سے کسی سکتہ زدہ فرد کی آنکھوں میں بند آنسو کی طرح تھا یا اس موسم کی طرح جس میں گرد و غبار پورے آسمان و زمین کو ڈھانپ لے۔ گرمی کی شدت بڑھ جائے اور ہوا بند ہونے کی وجہ سے موسم شدید ہو جائے اور ایسے میں زبان سوکھ جائے اور بدن سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ سراج منیر کی بے وقت اور غیر متوقع موت اور اس کے غم کی شدت میں بھسم ہو کر آہستگی سے موت کی وادی میں اترنے والے مولانا سید محمد متین ھاشمی کی موت ایک درد بھرا المیہ ہے جو ان کے اعزہ و اقارب اور دوستوں کو برداشت کرنا پڑا۔

مولانا سید محمد متین ھاشمی یوپی کے مشہور قصبے غازی پور کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ھاشمی مرحوم کا خاندان عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ زمینداری میں بھی مصروف تھا۔ طبابت اور حکمت تو ابتک اس خاندان میں رائج ہے۔ خود سراج منیر بھی ہومیو پیتھی میں بڑی دسترس رکھتے تھے۔ مغلیہ عہد میں بھی اسی خاندان کو سرکاری دربار میں اور عام لوگوں میں بڑی عزت حاصل تھی۔ مولانا متین ھاشمی اگست ۱۹۲۷ء کو اسی خاندان میں غازی پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم غازی پور ہی میں حاصل کی اور پھر دیو بند میں علامہ سید حسین احمد مدنی، مولانا محمد ادریس کاندہلوی، مولانا اعزاز علی اور مولانا عبدالخالق ملتانی سے کسب فیض کیا۔ مروجہ علوم کے ساتھ ساتھ تفسیر حدیث اور فقہ کی کتب پڑھیں۔ دیو بند میں

تین سال رہے اور اس زمانے میں مولانا ابوالکلام آزاد کے رسائل " الھلال اور البلاغ " کا مطالعہ کیا ان کی تفسیر اور تذکرہ پڑھا۔ مولانا آزاد سے ملاقاتیں بھی کیں۔

سیاسی طور پر مولانا متین ھاشمی مولانا آزاد اور مولانا مدنی کے موقف کے خلاف تھے۔ اپنے استاد مولانا مدنی کے موقف سے زیادہ ٹھوس انہیں مولانا شبیر احمد عثمانی کا موقف لگتا تھا۔ چنانچہ انھوں نے مولانا عثمانی کی جمیعت کی رکنیت اختیار کی اور قیام پاکستان کیلئے پرجوش ہوکر کام کیا۔ تقریروں کے علاوہ انھوں نے پاکستان کی حمایت میں تحریروں سے بھی کام لیا۔ درس و تدریس اور سیاست میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ انھوں نے آگرہ یونیورسٹی سے بی۔ اے کی ڈگری بھی حاصل کی اور اس کے بعد ایم۔ اے کیا غازی پور میں چشمہ رحمت اورینٹیل کالج میں پڑھانے گئے۔ اگرچہ یہ بریلوی مکتب فکر کا مدرسہ تھا تاہم مولانا کی اپنی معتدل مزاجی کی وجہ سے انھوں نے مولانا کو پڑھانے پر مامور کردیا۔

درس و تدریس کے ساتھ مولانا نے لکھنے کی طرف بھی توجہ دی۔ چنانچہ مولانا عبدالوحید صدیقی نے جب دہلی سے " نئی دنیا " کے نام سے اخبار جاری کیا تو آپ نے اس میں کئی مضامین لکھے اور نائب مدیر کی حیثیت سے اخبار سے منسلک ھوگئے۔ آزادی کے بعد ۱۹۵۱ء میں آپ نے غازی پور کو چھوڑ کر مشرقی پاکستان کے شہر سید پور میں قیام کیا۔ یہاں ابتدائی طور پر ایک سکول میں پڑھایا پھر کالج میں پڑھانے لگے۔ کچھ عرصہ بعد اسی کالج کے پرنسپل ہوگئے۔ کچھ عرصے بعد آپ نے " جامعہ اسلامیہ عربیہ " کے نام سے خود دارالعلوم قائم کیا اور شیخ الحدیث کی حیثیت سے پڑھانے لگے۔

سیاسی طور پر آپ کی پہلی پیش رفت یہ ھے کہ یوپی، بہار اور مغربی بنگال سے آنے والوں پر مشتمل آپ نے " انجمن مہاجرین مشرقی پاکستان " قائم کی۔ مولانا متین ھاشمی اس کے صدر تھے۔ ۱۹۵۷ میں مولانا اطہر علی، مولوی فرید احمد، شہید پاکستان اور پاکستان کے سابق وزیراعظم چوھدری محمد علی کے ساتھ ملکر نظام اسلام پارٹی بنائی۔ لاھور میں میاں عبدالعزیز مالواڈہ بارایٹ لا کی قیام گاہ بیرون یکی گیٹ میں اجلاس ہوا۔ یہیں میاں عبدالعزیز مالواڈہ کے بیٹوں میاں عبدالوحید اور میاں سعید سے تعلق قائم ھوا اور مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بن جانے کے بعد آپ جب لاہور آئے تو میاں عبدالوحید کی مجیدیہ فلور ملز کے اندر آپ نے قیام کیا۔ آپ نے نظام اسلام پارٹی کے ٹکٹ پر ۱۹۷۰ء میں صوبائی اسمبلی کا انتخاب بھی لڑا۔ اور شیخ مجیب کے خلاف پاکستان کی حمایت میں جنگ لڑی۔ مگر مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بن جانے کے بعد جان جوکھوں میں ڈال کر پہلے کراچی اور بعد ازاں لاہور آگئے۔ ۱۹۷۲ء میں مولانا متین ھاشمی جامعہ محمدی شریف جھنگ کی درس گاہ میں شیخ الجامعہ بن گئے۔ وہاں سے ۱۹۷۴ء میں دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری (لاہور) کے ریسرچ سیل میں پہلے ایڈوائزر اور بعد میں ڈائریکٹر ہوگئے۔

یہاں آپ نے متعدد کتب ترجمہ اور تصنیف کیں۔ بعض اہم کتب کی تسہیل کی حواشی لکھے اور ایک بڑا کام ریسرچ سیل کا مجلہ سہ ماہی "منہاج" جاری کیا۔

سہ ماہی منہاج جہاں ایک علمی اور دینی مجلہ ہے وہاں یہ ایک بہت بڑی تحریک بن کر سامنے آیا۔ مولانا ھاشمی نے منہاج کے متعدد نمبر نکالے جن میں عشر نمبر، اجتہاد نمبر، حیثیت نسواں نمبر، اسلامی نظام عدل نمبر، مصادر شریعت نمبر، عظمت محنت نمبر نفاذ شریعت نمبر بڑے نمایاں ہیں۔ یہ مجلہ فقہی اور تحقیقی مجلہ کے طور پر بڑا ثقہ اور ٹھوس علمی مقالات کا مجموعہ شمار کیا جاتا ہے۔ مولانا متین ھاشمی نے اس مجلہ کے اداریے بڑے علمی انداز میں لکھے۔ آپ اس مجلہ کے نمبروں پر غور کریں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس مجلہ نے ایک تحریک کی شکل میں عہد حاضر میں ایک مسلم معاشرے کو درپیش مسائل کو فوقیت دی ہے تاکہ ایک جدید اسلامی فلاحی ریاست کے قیام میں مسلمانوں کو مدد اور رہنمائی مل سکے۔ اور نفاذ شریعت میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔ یہ مجلہ دراصل عصر حاضر میں نفاذ اسلام کیلئے ایک جدید مسلم ریاست کی رہنمائی کا منصب ادا کرتا ہے تاکہ ایک جدید مسلم معاشرے کے مسائل حل ہوسکیں۔ اس مقالہ میں ھم اس مجلے کے بعض اقتباسات دے رہے ہیں تاکہ مولانا متین ہاشمی ن [illegible] فکر سے آگاہ ہوسکیں۔

اسلامی ریاست میں عشر کے نظام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ چنانچہ منہاج کے عشر نمبر میں اس اھمیت کو اجاگر کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں۔

"اسلام کے معاشرتی نظام میں زکواۃ و عشر کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں اسی لئے قرآن کریم مین تقریبا ۸۲ مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے اور اسے اسلام کا ایک عظیم رکن قرار دیا گیا ہے۔ یہ اجماع امت اس کا منکر کافر اور تارک فاسق ھے۔ از روئے قرآن ایک اسلامی مملکت کے فرائض میں سے نظام زکواۃ کا قیام ہے۔"

زکواۃ و عشر کی وصولی و تقسیم کا انصرام اسلام نے حکومت کے ذمے اس لئے لگایا ہے کہ اس طرح اس نظام میں اجتماعیت قائم ہوگی جو اسلامی عبادات کی روح ہے اور نظام عشر کے قیام سے تو انقلابی تبدیلی کی توقع ہے کیونکہ زکواۃ و عشر کی مدات سے تقریبا چھ سات ارب روپے کی وصولی کی توقع ھے۔ اگر متوقع رقم میں سے ایک ارب روپے بھی وصولی کے اخراجات اور دیگر مدات کیلئے مخصوص کر دیئے جائیں تو تب بھی چار پانچ ارب روپے کی رقم پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کیلئے کم نہیں ہے۔۔۔۔۔ تاہم اس سلسلے میں دو چیزیں اشد ضروری ہیں ایک تو یہ کہ بہت سوچ بچار کے بعد اور ایک مستحکم منصوبہ کے تحت عشر و زکواۃ کی رقوم خرچ کی جائیں دوسرے یہ کہ ملک کا ھر طبقہ اس کار خیر میں

حکومت کے ساتھ تعاون کرے"

منہاج کا عشر نمبر ملک میں رائج نظام عشر کو سمجھنے میں بڑا معاون ثابت ھوا اور لوگوں میں احساس پیدا ھوا کہ اسلامی نظام کی برکات سے ہم خود ایسے وسائل پیدا کرسکتے ہیں کہ ملک کو ایک اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل کردیں۔

منہاج کا اسلامی نظام عدل نمبر، اسلام کے نظام قضا کے نافذ کرنے کیلئے بڑا رہنما ثابت ھوا۔ اور مولانا نے اپنے اداریہ جہات میں اس سلسلے میں بعض بڑی اہم اور دور رس باتیں بیان کی ہیں مثلاً آپ نے لکھا کہ قاضیوں کا تقرر کرتے وقت صرف سند ہی نہ دیکھی جائے بلکہ ان کے کردار کو بھی پرکھا جائے۔ تقوی، دینی حمیت، اسلامی شریعت پر یقین کو بھی پیش نظر رکھا جائے پھر یہ بھی پیش نظر رکھا جائے کہ دینی علوم میں مہارت تامہ، استنباط مسائل اور قیاس کرنے کی صلاحیت اور ان کا اتباع شریعت کیسا ہے۔ ایسی متعدد تجاویز اس اسلامی نظام عدل نمبر کیلئے بیان کی گئی ہیں۔ اس اداریے میں مولانا نے پاکستان میں قضا کے قیام کیلئے ۸ نہایت قابل عمل تجاویز مرتب کی ھیں جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قاضی کورٹس کے قیام میں معاون ثابت ھوسکتی ہیں۔ اگرچہ یہ تجاویز ناکافی اور بعض قابل لحاظ ہیں مگر مجموعی طور پر مفید ہیں۔

عہد جدید نے معاشی مسلہ کو جو اہمیت دی ہے وہ ظاہر و باھر ہے۔، سہ ماہی منہاج نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا اور مزدور کے مسائل پر اسلامی نقطہ نظر پیش کرنے کیلئے عظمت محنت نمبر نکالا تا کہ اس تاثر کو دور کیا جائے کہ مذہب صرف امرا کے مفادات کا تحفظ کرتا ہے۔ حالانکہ ملت بیضا تو قائم ہی غرباء کے دم سے ہے۔ اس نمبر سے احساس ھوتا ہے کہ اسلام نے بھی معاشرے کی معاشی ناہمواریوں کو محسوس کیا اور محروم طبقہ کے مسائل کا حل بیان کیا۔ مولانا کا جہات کے عنوان سے "سرمایہ و محنت کے تصادم کا حل" اداریہ بڑا جذباتی اور موثر ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"قرآن بتاتا ہے کہ آجر اور اجیر کے درمیان جو معاملات طے ہوں ان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اجیر آجر کا غلام بن جائے اور آجر اس کا خون چوس کر اس کی ھڈیوں پر عیش و تنعم کا محل تعمیر کرے۔ اس کے بچوں کے آنسو سے اپنے محل میں قہقے روشن کرے بلکہ دونوں ہم پلہ اور معزز و محترم ہیں۔ اور دونوں کے درمیان ایک مخصوص معاوضے کی بنیاد پر ایک معاہدہ طے پاتا ہے جس کا احترام دونوں کو کرنا ہوگا۔"

تاہم اس نمبر کے مطالعے کے بعد بھی یہ سوال ادھورا رہ جاتا ہے کہ جب اجیر تو مالک کیلئے کام دیانت داری سے کرے مگر آجر کو سوائے اخلاق کے اور کونسی چیز پابند کرسکتی ہے کہ وہ اجیر

کے مفادات کا خیال کرے۔ ایسا کوئی نظام ممنت وضع کیاجاسکتا ہے کہ جس سے آجر پابند ہو کر وہ بھی اجیر کو انسان تصور کرے اور اس کی فلاح کیلئے ٹھوس اقدامات کرے۔ یہ سوال تشنہ طلب ہے کہ ریاست کے وسائل اور اقتدار پر قابض طبقہ اپنی مرضی سے فلاح اجیر کے لئے کیونکر آمادہ ہوگا۔

مزدوروں کے مسائل اور حقوق و فرائض پر نمبر کی اشاعت کے ساتھ ساتھ مولانا نے خواتین کے اسلامی معاشرے میں حقوق وضع کرنے کیلئے اور اسلام میں عورت کے مقام کی توضیح کیلئے "حیثیت نسواں نمبر" شائع کیا جو تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ بہر حال مجھے تو حیثیت نسواں نمبر کے عنوان سے ہی وحشت ہوتی ہے کہ ہم اپنی ماوں، بہنوں، بیٹیوں اور بیویوں کی حیثیت کے تعین کے مراحل میں ہیں ان کا رشتہ کس قدر مقدس اور اہم ہے اور وہ ملک کی آبادی کا تقریبا نصف بلکہ بعض صورتوں اور بعض مقامات پر ہم سے زیادہ ہیں۔ اگر وہ آبادی کی بنیاد پر حق خود ارادی مانگ لیں تو وہ مردوں پر حکومت کر سکتی ہیں مگر مرد معاشرے اور وسائل پر حاوی ہونے کی حیثیت سے اس کا استحصال کرتا ہے۔ حیثیت نسواں کے تینوں نمبر اہم ہیں جو اسلامی معاشرے میں "عورت کے مقام کا تعین کرتے ہیں۔ مولانا نے سورہ بقرہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

"عورتوں کا بھی مردوں پر اسی طرح کا حق ہے جس طرح مردوں کا عورتوں پر۔ لہذا اگر وہ تمہارے حقوق ادا کریں تو تم پر بھی ان کے حقوق کی ادائیگی واجب ہے" (البقرہ ۲۲۸)

سہ ماہی منہاج کے ان تینوں نمبروں میں عورتوں کے جملہ مسائل پر علمی اور تحقیقی مقالات مولانا متین ھاشمی کی بصیرت کے عکاس ہیں کہ انہوں نے اسلامی معاشرے میں دور جدید میں اس کے کردار کو واضح کیا۔ اگرچہ بعض مقامات پر اختلاف کی گنجائش ہے مگر اختلاف و اتفاق کس جگہ نہیں ہوتا۔ اصل بات تو وہ جذبہ ہے جو ان نمبروں کے پیچھے کار فرما ہے۔

تین اور اہم نمبروں کا ذکر کروں گا جو ہر لحاظ سے لائق مطالعہ اور قابل ذکر ہیں وہ سہ ماہی منھاج کا "مصادر شریعت نمبر" ہیں یہ تین جلدوں میں شائع ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر طفیل ھاشمی، حافظ صلاح الدین، مولانا محمد سعد صدیقی، مولانا سعید الرحمن علوی، مولانا سید محمد متین ھاشمی، شیخ محمد حسین، مولانا محمد عثمان، مولانا ریاض الحسن نوری، مولانا محمد امین، مولانا خورشید احمد گیلانی، سید عبد الرحمن بخاری، مولانا مفتی عبد اللطیف کے مقالات ان نمبروں میں موجود ہیں۔ مقالات کے موضوعات پر ایک نظر ڈالنے سے ہی ان کی اہمیت اجاگر ہوجاتی ہے۔ القیاس پر مولانا کا ایک اہم مقالہ اسی میں شامل ہے۔ مولانا قیاس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قیاس لغت میں "تقدیر" اندازہ لگانے کو کہتے ہیں۔ کہاجاتا ہے قست الارض بالقصبۃ (میں نے زمین کو

ناپنے کی لکڑی سے ناپا) اسی طرح کلام عرب میں مستعمل ہے۔ قست الثوب بالزراع (میں نے کپڑے کو گز سے ناپا) لغوی اعتبار سے قیاس میں اصل اور فرع کے درمیان "تساوی" ضروری ہے نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اصل اور فرع کے درمیان اصل کے حکم سے جو علت مستنبط ہو رہی ہے ان کے مابین استواء ہو"۔

"قیاس لغت میں اندازہ لگانے کو کہتے ہیں اصطلاح شرع میں حکم و علت کے اعتبار سے فرع کا اندازہ اصل سے لگانے کا نام قیاس ہے" اسی طرح اس شمارہ میں استحسان اور الاستصحاب پر گراں قدر مقالات دیگر حضرات کے ہیں۔ یہ رسالہ اسلامی قانون سازی میں قانون کے مصادر سمجھنے کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان رسائل کے مولانا نے اداریئے بھی لکھے ہیں۔ آغاز میں ہی فرماتے ہیں۔" یوں تو فقہائے اسلام نے شریعت اسلامیہ علی صاحبہا الصلواۃ کے متعدد مصادر کا تذکرہ فرمایا ہے لیکن سب ہی کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بنیادی طور پر در حقیقت دو ہی مصادر ہیں - ایک قرآن حکیم اور دوسرا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح مولانا متین ھاشمی نے جہات میں مصادر اسلامیہ کی اہمیت کا بھی تذکرہ بڑے احسن انداز میں کیا ہے۔ منہاج کا نفاذ شریعت نمبر اس لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس سے پاکستان میں نفاذ شریعت کی جد وجہد اور تحریک سے آگاہی ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ اور اجتہاد، انتظامیہ کے شرعی اصول و ضوابط، آئین و قانون پر شریعت کی برتری اور شریعت بل کا متن جیسے اہم موضوعات اس میں شامل ہیں، ڈاکٹر محمود الحسن عارف، جسٹس گل محمد خان، ڈاکٹر فرید الدین، ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی اور محمد شریف بن فاضل جیسے علماء کے مقالات ہیں۔ ڈاکٹر محمد امین، ڈاکٹر منیر احمد مغل، حافظ محمد سعد اللہ اور مولانا مبشر احمد کے مقالات بھی بڑے اہم ہیں۔

مولانا متین ھاشمی نے دراصل ایک جدید اسلامی فلاحی مملکت اور پاکستان کو پیش نظر رکھ کر یہ نمبر ترتیب دیئے تاکہ اگر کوئی اللہ کا بندہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ چاہے تو اس کی رہنمائی کیلئے مناسب مواد موجود ہو۔ اور اسے کوئی عذر نہ ملے - اگرچہ ان نمبروں کے مقالات میں قدامت پسندی کا عنصر غالب ہے اور اسلام کے لبرل رویئے کا فقدان ہے تاہم ان مقالات میں پرانی روایتی ڈگر پر بھی بہت زیادہ اصرار نظر نہیں آتا۔ ہم ماضی سے مستقبل کی طرف جنبش کرنے کیلئے قطعی طور پر تیار نہیں۔ اس بات کا احساس سہ ماہی منہاج کا اجتہاد نمبر دیکھ کر ہوتا ہے۔ اس اجتہاد نمبر کے مقالہ نگاروں میں پروفیسر مرزا محمد منور، ڈاکٹر منیر احمد مغل، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مرتضی حسین فاضل، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر ظفر علی راجہ، محمد رفیق چوہدری، مولانا ریاض الحسن نوری شامل ہیں۔

تاہم بعض دوسرے حضرات مثلاً مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی۔ ڈاکٹر برھان احمد فاروقی۔ مفتی محمد حسین نعیمی حافظ صلاح الدین اور ڈاکٹر طاھر القادری سے سوالات کے جوابات بھی حاصل کیئے گئے ہیں۔

سہ ماہی منہاج کے ان نمبروں کے علاوہ بیس کے قریب اور بھی اداریئے لکھے۔ مثلاً منہاج اپریل ۹۰ء کے شمارے میں بنیاد پرستی (FUNDAMENTALISM) پر ان کا اداریہ بے حد اہم ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں کہ " بنیاد پرستی اس زمانے کی نئی ایجاد ہے اور مغرب میں بطور گالی کے استعمال کی جاتی ہے ---- اس نظریئے نے مذہب کو ایک بے جان لاشہ بنادیا ہے۔ مغرب کے خوف کی وجہ مسلمانوں کی بیداری ہے جس کو کچلنے کیلئے انہوں نے یہ لفظ اختراع کیا ہے۔ مثلاً مولانا فرماتے ہیں "بحمد اللہ آج بھارت میں مسلمانوں کی آبادی ۱۷- ۱۸ کروڑ سے متجاوز ہے اور ہزارہا مشکلات کے باوجود بھارت میں اسلام آج بھی ایک بہت بڑی طاقت ہے جس سے بھارتی حکومت خوف زدہ ہے۔ مولانا فرماتے ہیں جس طرح آج کفر متحد ہو رہا ہے اسلام کو بھی متحد ہونا چاہئیے اور اسے اپنی سطح سے تھوڑاسا بلند ہوکر دنیا کے دوسرے روحانی اداروں اور افکار و ادیان سے رابطہ قائم کرنا چاہئیے۔ اسی طرح اکتوبر ۱۹۹۰ء کے شمارے میں بابری مسجد اور بھارتی سیکولرزم کے پردے میں ہندو فاشسٹوں کی کاروائیوں کی مذمت کی کہ وہ کس طرح مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اپریل ۸۴ء کے منہاج میں نفاذ شریعت بل کا اداریہ لکھا۔ پھر شریعت کا حق" جولائی ۸۷ء، نیا عالمی نظام (NEW WORLD ORDER) پر اکتوبر ۱۹۹۱ء کے شمارے میں اداریہ ہے۔ جولائی ۹۱ء کے منہاج میں فساد فی الارض کے موضوع پر مقالہ ہے جو ملک میں تباہی و بربادی کی مذمت کی روح رکھتا ہے۔ اکتوبر ۸۹ء کے شمارے میں مسئلہ کشمیر پر مقالہ ہے۔

سہ ماہی منہاج کے اداریوں کے مطالعہ سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا سید محمد متین ھاشمی کے اداریئے اگرچہ مختصر ہوتے تاہم وہ روح عصر کے مطابق ہوتے اور ملک کو درپیش علمی ، سیاسی ، تہذیبی اور اخلاقی مسائل پر ایک دینی سپرٹ لیئے ہوئے ہوتے تھے۔ ان کے دروس قرآن و حدیث اور عام علمی مذاکرات میں بھی یہ اہم بات شامل تھی کہ وہ ملک میں ایک اسلامی معاشرے کے تمنائی تھے۔ یہی جذبہ ان کی تحریروں اور دیگر کتب میں تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ان کی بات دل میں اتر جایا کرتی تھی۔ سراج کی جواں سال موت نے ہم سے بہت جلد انہیں چھین لیا۔ میں نے سراج کی موت پر انہیں نڈھال دیکھا مگر روتے نہیں دیکھا۔ جوان بیٹے کی موت پر جب آنکھ خشک اور آنسو آنکھوں میں جم جائیں تو شدت غم سے کلیجہ پھٹ جانا ناگزیر ہوتا ہے۔ یہی سکوت جو سراج کی موت پر انہوں نے اختیار کیا سکوت دائمی میں بدل گیا۔ خدا مغفرت کرے۔ عجیب صلاحیتوں اور جذبوں کے مالک عالم دین تھے۔ جن کا سارا گھرانہ علم کی خوشبوؤں سے مہکتا تھا وہ اسلاف کی نشانی تھے۔ اسلاف سے ہی جا ملے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔